34

اسلام کا سب سے بڑا رکن نماز ہے

(فرمودہ ۲۱ ستمبر ۱۹۲۳ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

سورۂ فاتحہ جس کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے یہ ام القران ہے یعنی قرآن کریم کی جڑ ہے۔ جس طرح شاخوں میں وہی کچھ آجاتا ہے جو جڑ میں موجود ہوتا ہے گو وہ اس میں شکلاً نہ ہو مگر بالقوۃ وہ سب کچھ جڑ میں موجود ہوتا ہے جو شاخوں میں جاکر ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح قرآن کریم میں جو کچھ بیان ہے وہ مختصراً اس سورۃ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔ شاخ میں جو پھل ہوتے ہیں وہ شکل کے لحاظ سے تو بیج میں نہیں ہوتے مگر اصل کے لحاظ سے وہ بیج میں موجود ہوتے ہیں۔ اسی طرح سورۂ فاتحہ قرآن کریم کے لئے بطور جڑ کے ہے۔ یعنی جو مضامین قرآن کریم میں تفصیلاً بیان کئے گئے ہیں اور جو گلکاریاں جو پھل اور پھول اور جو سرسبزی و شادابی اس کے مطالب میں نظر آتی ہے وہ ساری کی ساری بطور بیج کے سورۂ فاتحہ میں موجود ہے اگر کوئی باریک نگاہ رکھنے والا ہو تو وہ قرآن کریم کے مطالب کو سورۂ فاتحہ سے نکال سکتا ہے۔

دنیوی چیزوں میں تو بیج ایسی حالت میں ہوتے ہیں کہ ان پر درخت کے چھوٹے یا بڑے اور سرسبز و میٹھے ہونے کا اندازہ نہیں لگا سکتے مگر قرآن کریم اس خوبی میں ممتاز ہے کہ اس کی یہ چھوٹی سی سورۃ قرآن کریم کے مطالب کو اس طرح اپنے اندر رکھتی ہے کہ اس پر غور کیا جائے تو قرآن کریم کے تمام مطالب اس سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ تو یہ قرآن مجید کو ہی خوبی حاصل ہے کہ اس کے بیج کے اندر ہی وہ حالت پائی جاتی ہے جس پر ہم قرآن کریم کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ گیہوں کے بیج پر اس کے درخت کا ہم صحیح اندازہ نہیں قائم کر سکتے۔ ایک خربوزہ کے بیج سے خربوزہ کا صحیح اندازہ نہیں معلوم ہو سکتا مگر قرآن کریم کی جڑ ایک ایسی جڑ ہے کہ جس پر ہم قرآن کریم کا صحیح صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں اور باوجود اس کے کہ سورۃ فاتحہ کے الفاظ بہت تھوڑے ہیں اور اس کی سات آیتیں جو ہیں وہ بھی اس قدر چھوٹی ہیں کہ قرآن کریم کی چھوٹی سے چھوٹی آیت بھی سورۂ فاتحہ کی آیت سے لمبی

ہے۔ مگر باوجود اس کے اس کے اندر ایسے الفاظ رکھے گئے ہیں کہ جن کے مطالب عمر بھر نہیں ختم ہو سکتے۔ اور اس کے اندر اس قدر وسیع مضامین ہیں کہ جو کبھی ختم ہونے میں نہیں آتے۔ چنانچہ حضرت صاحب نے قدر وضاحت سے اس کے مطلب کو بیان کیا ہے کہ اگر کوئی ضدی اور متعصب نہ ہو تو اس کو اس بات سے کبھی انکار نہیں ہو گا۔

یہ سورۃ نماز میں متواتر پڑھنے کے لئے بتائی گئی ہے اور میں نے بتایا ہے کہ یہ سورۃ قرآن کریم کی جڑ ہے کہ جس میں قرآن کریم کے مضامین کو بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ان مضامین میں سے ایک خاص مضمون اس سورۃ میں بیان کیا گیا ہے جو ہر وقت مسلمان کے زیر نظر رہنا چاہیئے۔ ایسے مضمون کی ہی وجہ سے یہ سورۃ اپنے اندر ایسا اثر رکھتی ہے کہ اس کا پڑھنے والا خواہ کسی مذہب کا انسان ہو مسلمان ہو یا ہندو اس کا دل اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتا بشرطیکہ وہ اس کے معنوں کو جانتا ہو۔ پس وہ مضمون ہر وقت مسلمان کی نظر کے سامنے رہنا چاہیئے۔ وہ مضمون یہ ہے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں ایک حالت وہ ہے جو اس کو اوپر کی طرف لے جاتی ہے۔ وہ **ایاک نعبد** سے شروع ہو کر **انعمت علیھم** پر ختم ہوتی ہے۔ پس اس مضمون میں انسان کی دو حالتوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ایک حالت تو اس کو اوپر کی طرف لے جانے والی ہے جو **ایاک نعبد** سے شروع ہو کر **انعمت علیھم** پر جا کر ختم ہوتی ہے۔ اور ایک حالت اس کو نیچے کی طرف لے جانے والی ہے۔ جو **مغضوب علیھم** سے شروع ہو کر **ضالین** تک جا ختم ہوتی ہے۔ اب یہ دو رستے ہیں جو ہم کو بتائے گئے ہیں اور ایک مسلمان کو نصیحت کی گئی ہے کہ ان میں سے اچھا رستہ اختیار کرے۔ اور برے کو اختیار نہ کرے اور دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اسے اچھے رستہ پر چلائے۔ برے رستہ پر نہ چلائے۔ اب یہ مضمون ہر شخص سمجھ سکتا ہے اور اس مطلب کو ہر شخص اس سورۃ سے نکال سکتا ہے اس سے کم مطلب قرآن کریم سے نہیں نکال سکتا۔ وہ یہ کہ ایک اچھا رستہ ہے جو اسے مل جائے اور ایک برا رستہ ہے جس سے وہ بچ جائے۔

جب ایک مسلمان کو اس کے پڑھنے کی اس قدر تاکید کی گئی ہے تو آخر اس کی کوئی وجہ ضرور ہوگی اور اس کا ضرور کوئی مطلب ہو گا ورنہ تاکید بے فائدہ ہوگی۔ اس کو متواتر پڑھنے کی تاکید بتاتی ہے کہ اس کی کوئی وجہ ہے۔ وہ وجہ یہ ہے کہ انسان اصل میں ہر وقت خطرہ میں ہے۔ اور کسی وقت وہ خطرہ سے خالی نہیں چونکہ اسے ہر وقت خدشہ لگا رہتا ہے۔ اور وہ ہر وقت خطرہ کے مقام میں ہوتا ہے اس لئے اس خطرہ سے بچنے کے لئے اس سورۃ کو بار بار پڑھنے کے لئے اور اس کے مطلب کو اپنی نظر کے سامنے رکھنے کے لئے تاکید کی گئی ہے۔ پھر اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو خطرہ سے محفوظ سمجھنا یہ نادانی ہے۔ جب انسان اپنے آپ کو محفوظ اور مصئون سمجھنے لگتا ہے تو وہ

پہلا قدم ہوتا ہے اس کے نیچے گرنے کا۔

اب میں وہ مضمون اور مطلب جو اس سورۃ کے اندر ہے اور جس کی طرف میں نے پہلے اشارہ کیا ہے۔ وہ وضاحت سے بیان کرتا ہوں کہ وہ انسان جو اوپر کی طرف جاتا ہے اس کا پہلا قدم **ایاک نعبد** ہے اور دوسرا قدم **ایاک نستعین** ہے۔ پہلا قدم اوپر کو جانے کے لئے یہ ہے کہ وہ خداتعالیٰ کا عابد بنے اور اس کی فرمانبرداری کرے یہ پہلا قدم ہوگا اس رستہ پر جو اوپر کی طرف لے جانے والا ہے۔ اس سے پہلا قدم ایمانیات ہے جو **ایاک نعبد** سے پہلی آیات میں بیان ہے مگر عملی حصہ کا پہلا قدم **ایاک نعبد** سے ہی شروع ہوتا ہے۔ عملی حصہ میں سب سے پہلا قدم عبادت اور فرمانبرداری ہے پھر جب انسان خدا کی عبادت کرتا ہے تو اس کا حق ہو جاتا ہے کہ خدا سے کچھ مانگے۔ جب خادم بنے گا تب ہی وہ اعانت کا حق دار ہوگا تو **ایاک نعبد** میں تو خداتعالیٰ کو انسان کہتا ہے کہ میں آپ کا خادم بنتا ہوں اب خادم بننے کے لئے دنیا سے انقطاع ہوگا اور انقطاع کے بعد سامانوں کی ضرورت ہوتی ہے جن کو وہ آقا سے مانگتا ہے۔ اور آقا کی طرف سے دو طرح کی اعانت ہوتی ہے۔ ایک تو خدمت کے لئے خدمت گار کو ہتھیار دیتا ہے۔ مثلاً مزدور ہے اس کو ٹوکری وغیرہ سامان دیتا ہے۔ اور بدلہ خدمت کا یہ ہوتا ہے کہ اس کی اور اس کے بیوی بچوں کی پرورش کا انتظام کرتا ہے۔ اسی طرح مسلمان کا دوسرا قدم استعانت ہے۔ پس جب یہ عبودیت کرتا ہے تو یہ مانگتا ہے کہ خدمت اور پرورش کے لئے سامان دیجئے۔

پہلے تو یہ کہتے ہے کہ میں آپ کا خادم ہوں آپ کی خدمت کے لئے تیار ہوں۔ اب اگلا رستہ یہ ہے کہ اچھا جی اب بتاؤ میں نے کیا کرنا ہے پوری ہدایت دو کہ میں کیا کروں۔ مثلاً پہلے سامان دیتا ہے جب سامان مل جاتا ہے تو کہتا ہے کہ اب بتاؤ کہ کیا کرنا ہے تو مسلمان جب **اھدنا الصراط المستقیم** کہتا ہے تو گویا یہ کہتا ہے کہ سامان تو مل گیا اب بتائیے کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ تو صراط مستقیم جب اسے ملتا ہے تو اسے کام کا پتہ لگ جاتا ہے۔ اور استعانت کے بعد اخلاق فاضلہ اور روحانیت حاصل کرتا ہے۔

پس نماز روزے وغیرہ تو اس قسم کے دعوے ہیں کہ ہم آگئے ہیں اور وہ چیزیں جو ہمیں پہلے دی گئی ہیں ان کے استعمال کے لئے ذرائع دیئے جائیں تو پہلے طاقتیں دی جاتی ہیں پھر فرائض بتائے جاتے ہیں۔ اور اس کے بعد چوتھا درجہ **انعمت علیھم** کا ہے صراط مستقیم کا مطلب تو یہ ہے کہ ایسا رستہ بتایا جائے جو آپ کا منشاء ہو اب منشاء کئی ہوتے ہیں۔ ایک منشاء ادنیٰ ہوتا ہے ایک اعلیٰ۔ تو یہ انسان **انعمت علیھم** کہہ کر یہ دعا کرتا ہے کہ ایسے رستہ پر چلائے جس پر چلنے سے آپ کا اعلیٰ منشاء حاصل ہو جس سے آپ کا دوست بن جاؤں۔ کیونکہ دنیا میں دو قسم کے خادم ہوتے

ہیں ایک خادم تو معمولی خادم ہوتے ہیں اور ایک ایسے خادم ہوتے ہیں جو اپنے آقا کے دوست بن جاتے ہیں۔ تو مسلمان یہ دعا کرتا ہے کہ خدمت کرنے میں ایسے طریق پر چلائے جس پر چلنے سے میں آپ کا دوست بن جاؤں۔ اس مقام سے آگے کوئی مقام نہیں۔

اب اوپر سے نیچے کیسے جاتا ہے اور وہ کیا مقام ہے۔ وہ اسی طرح ہے کہ **مغضوب علیہم** پہلا قدم نیچے جانے کا ہے یعنی عابد ہونے سے نکل جائے۔ عبادت سے نکل جانے والا **مغضوب علیہ** بنتا ہے جو پہلا قدم اس رستہ کا ہے کہ جو انسان کو نیچے کی طرف لے جاتا ہے۔ پس **ایاک نعبد** کے مقام سے نیچے آجانے کا مقام **مغضوب علیہم** عبادت میں سستی کرنا ہے۔ جو شخص **ایاک نعبد** کے مقام سے نیچے آجاتا ہے اس کے عقائد تو درست ہوتے ہیں لیکن اعمال میں وہ سستیاں کرتا ہے اس وجہ سے وہ **مغضوب علیہم** کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ پھر اس کا دوسرا قدم **ضالین** ہے یعنی ایسی حالت پر پہنچ جاتا ہے کہ اس کو کچھ پتہ ہی نہیں رہتا کہ اس نے کیا کام کرنا ہے۔ گویا وہ مٹ ہی گیا۔ **ضالین** کے معنے ہیں کھوئے گئے' مٹ گئے' دین کے لحاظ سے ان کا نام و نشان مٹ گیا۔ **مغضوب علیہم** میں تو پھر بھی کچھ نشان باقی تھا لیکن اس مقام پر پہنچنے سے بالکل مٹ گیا۔ مثلاً یہود عبادت کرتے ہیں۔ شریعت کو مانتے ہیں۔ اب خواہ غلط طریق پر چلتے ہیں لیکن ایک نہ ایک طریق پر چلتے تو ہیں لیکن عیسائی شریعت کو سرے سے ہی لعنت قرار دیتے ہیں۔ ان کی کسی بات پر شریعت کا اثر نہیں ہوتا۔ پس ظاہر احکام کو چھوڑ دینا اور صحیح طور پر ادا نہ کرنا **مغضوب علیہم** کہلاتا ہے۔ ایک شخص کو اس کا آقا کام کرنے کے لئے کہدے اور وہ آگے کوئی اور کام کرتا رہے اب خواہ وہ کتنا کام کرتا رہے۔ لیکن غلط طریق پر چلنے سے وہ آقا کے غضب کا مورد بنتا ہے۔ مثلاً ہم کسی کو مبلغ بناویں وہ آگے جاکر سارا دن لڑتا رہے تو اس نے وہ کام تو نہ کیا جس پر ہم نے اسے مقرر کیا تھا۔ پس ظاہر میں تو یہودی نظر آئے گا کہ وہ شریعت کی پابندی کرتا ہے لیکن عیسائیوں کے ساتھ اگر کوئی دس ماہ بھی رہے تو وہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کس مذہب پر قائم ہیں۔ تو پہلا قدم نیچے گرنے کا **مغضوب علیہم** ہے پس وہ قوم جو عبادت کو پورے طور پر ادا نہیں کرتی وہ **مغضوب علیہ** ہے چاہے وہ اور کام بڑی اچھی طرح سے کرے۔ مثلاً ایک شخص نماز نہیں پڑھتا اور چندہ دیتا ہے تو وہ **مغضوب علیہ** ہوگا۔ نوکر اور خادم کے معنے تو یہ ہیں کہ آقا کی مرضی کے مطابق کام کرے۔ اسی طرح عابد کے تو یہ معنے ہیں کہ وہ خدا کی مرضی کے مطابق عبادت کرے اور اس کے احکام پر چلے نہ کہ اپنی مرضی کے مطابق کام کرے اگر وہ خدا کی مرضی کے مطابق عبادت نہیں کرتا تو خواہ وہ ناک رگڑے وہ عابد نہیں کہلا سکتا۔ مثلاً ہندو ہیں۔ وہ بڑی بڑی سخت عبادات کرتے ہیں لیکن خدا کی مرضی کے مطابق کام

نہیں کرتے۔ اس لئے وہ **مغضوب علیھم** ہیں۔ پس جو شخص شریعت کے مطابق چلے گا وہی عابد کہلائے گا اور **انعمت علیھم** میں داخل ہو گا اور شریعت کے موٹے موٹے احکام مثلاً نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ وغیرہ ہیں ان میں سب سے بڑا رکن نماز ہے جو شخص اس بڑے رکن یعنی نماز کا تارک ہے وہ درحقیقت اسلام کا تارک ہے اور جب تک نماز نہیں پڑھتا تب تک وہ جھوٹا اور منافق ہے۔ اس کا اور کاموں میں کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ اس کا بحثیں کرنا' اس کا چندے دینا اور دینی کام کرنا خدا کے حضور کچھ حیثیت نہیں رکھتا۔ میں نے تو جہاں تک غور کیا ہے میں اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جو شخص نماز پڑھتا ہے خواہ وہ عیبوں میں کہاں تک نکل جائے اس کے لئے پھر بھی بچاؤ اور نجات کی صورت ہے۔ لیکن جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ خواہ کس قدر بھی اور نیکیاں بجا لائے اس کے لئے پھر بھی خطرہ ہے۔

میرے نزدیک مسلمانوں کی تباہی کا بہت بڑا موجب نماز کا چھوڑنا ہے۔ اول تو امراء نے نماز ہی پڑھنی چھوڑ دی اور جو پڑھتے ہیں۔ وہ گھروں میں ہی پڑھتے ہیں عام طور پر لوگ چھوٹی چھوٹی لڑائیوں پر نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں لیکن ہماری جماعت کے متعلق تو یہ خیال بھی دل میں لانا خطرناک ہے کہ اس میں سے کوئی آدمی تارک نماز ہو۔

میرے نزدیک تو جو شخص سال میں ایک بھی نماز چھوڑتا ہے اس کا وہ تارک ہے بلکہ پندرہ سال میں بھی اگر ایک دفعہ نماز چھوڑی تو وہ تارک ہے کیونکہ نماز میں ایک ایسا لطف اور سرور ہے کہ اس کی وجہ سے وہ کبھی کوئی نماز نہیں چھوڑ سکتا۔ جب سے وہ ایک دفعہ توبہ کر لیتا ہے پھر اس کے بعد اگر ایک بھی نماز چھوڑتا ہے تو وہ تارک کہلائے گا۔ میں نے بہت دفعہ یہاں تقریر کی ہے کہ بہت لوگ ہیں جو نماز باجماعت نہیں پڑھتے لیکن باجماعت نماز کا مسئلہ تو پیچھے ہو گا پہلے تو ضروری ہے کہ نماز کو کسی صورت میں ترک نہ کیا جائے۔

میں نے سنا ہے کہ یہاں چند آدمی جو بظاہر اپنا گھر بار چھوڑ کر تھوڑے دنوں سے یہاں آئے ہیں وہ نماز نہیں پڑھتے اگرچہ میرا دل اس بات کو نہیں مانتا کہ ہماری جماعت کا کوئی شخص ایسا ہو جو نماز نہ پڑھتا ہو مگر پھر بھی میرے دل پر اس بات کا اتنا اثر ہے کہ میں نے اس مضمون پر آج خطبہ کہا ہے حالانکہ میرا ارادہ کسی اور مضمون پر بیان کرنے کا تھا۔

پس خوب یاد رکھو کہ نماز کے بغیر کوئی اسلام نہیں ہرگز کوئی شخص نماز چھوڑ کر مسلمان نہیں رہ سکتا۔ ایک ہی کڑی ہے جو خدا اور بندے کے درمیان ہے اور وہ نماز ہے۔ پس کون ہے جو اس کڑی کو توڑنا پسند کرتا ہے۔ جو قوم نماز کی پابند رہے گی وہ ہر وقت بچی رہے گی۔ دیکھو ٹوٹی ہوئی کڑی کسی طرف بھی نہیں رہتی۔ تم خدا کی کڑی اپنے آپ کو سمجھتے ہو۔ بتاؤ اگر تم ٹوٹے ہوئے ہو گے تو کس

طرف جاؤ گے۔ تم پھر نہ دنیا کے رہے نہ دین کے۔ نماز جو ہے وہ پہلا قدم ہے عبودیت کا۔ جو شخص کبھی کبھی نماز چھوڑ دیتا ہے وہ یہودیوں اور ضالین میں شمار ہو گا۔ پس جن سے خطا ہوئی ہے وہ سنبھل جائیں اور اپنے ایمان کی فکر کریں۔ جو شخص نماز چھوڑتا ہے میں اس کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کو کبھی ایمان کی موت نصیب نہ ہوگی۔ موت سے پہلے کوئی ضرور ایسا حادثہ اسے پیش آجائے گا کہ جس کی وجہ سے وہ ایمان سے محروم ہو گا اور اس طرح بے ایمان ہو کر مرے گا۔ کیا ساری عمر تم قربانیاں کرکے پھر مرتے وقت بے ایمان ہو کر دنیا سے چلے جاؤ گے۔ پس نماز کو چھوڑنا کوئی معمولی بات نہیں۔ عام طور پر لوگ جو نماز پڑھتے ہیں اور کبھی کبھی چھوڑ دیتے ہیں وہ رسم کے طور پر جنبہ داری کے طور پر دکھلاوے کے لئے نماز پڑھتے ہیں۔

میں یہاں کی جماعت کو اور پھر زمینداروں کو خصوصیت سے نصیحت کرتا ہوں وہ نمازوں میں سستی کو چھوڑیں۔ خدا کے لئے نمازیں پڑھو۔ پھر دیکھو خدا کے کیا فضل تم پر ہوتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں خواہ کتنا ہی نقصان ہو۔ نماز کو کبھی نہ چھوڑیں۔ بعض کہتے ہیں کہ نماز بھول جاتی ہے۔ میرے نزدیک بھول کر نماز کا چھوڑنا بھی درحقیقت عمداً" نماز کا چھوڑنا ہے۔ کیا وہ ماں جس کا بچہ ایک دفعہ اس کے ہاتھ سے نکل جانے کی وجہ سے سٹیشن پر گاڑی کے نیچے آجاتا ہے کیا پھر کبھی وہ اپنے بچہ کو اپنی انگلی سے جدا رکھے گی۔ پھر کیوں کر ممکن ہے کہ ایک شخص کو نماز بھول جاتی ہے۔ یا نماز پڑھنے سے پہلے وہ سو جاتا ہے۔ اگر تم دیکھتے ہو کہ عشاء سے پہلے چارپائی پر لیٹنے سے نیند آجاتی ہے تو تم کیوں اپنی جگہ پر لیٹتے ہو جہاں تم پر غفلت طاری ہوتی ہے۔ اگر تمہاری آنکھوں کے سامنے نماز چھوڑنے کی سزا کا بھیانک نظارہ آجائے تو پھر تم کیسے نماز سے پہلے سو سکتے ہو۔

پس جو شخص باربار بھول جاتا ہے وہ بھی جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے کے مطابق ہے اور باربار نماز بھول جانا بھی خطرناک ہے۔ اس لئے اس سے بھی بچو اور نماز کو مضبوطی کے ساتھ پکڑو۔ کم از کم ہمارے اور دوسروں کے درمیان یہ امتیاز تو ہو کہ ہم میں سے ایک بھی بے نماز نہ ہو۔ کوئی تارک نماز نہ ہو۔ باقی میرا تو یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو باجماعت نماز نہیں پڑھتا وہ بھی تارک نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم سچا نمونہ اس کی اطاعت کا ہوں اور کم سے کم یہ کہ ہم نماز باجماعت کے پابند ہوں۔

(الفضل ۲۸ر ستمبر ۱۹۲۳ء)